

## تہذیب صرے

### ابوالقاسم القشیری تہذیب ایک عالم دینیات اور فسر قرآن | ازڈاکٹ رشید احمد (جانشہری)

تاریخ اسلام میں امام القشیری ایک عظیم صاحب حوال اور صاحب علم صوفی کے مشور ہیں۔ لیکن ڈاکٹر رشید احمد صاحب نے بڑے سائز کے ۶۰ صفحے کے اسی رسالے میں امام القشیری کو بطور ایک عالم دینیات کے مستعار کرایا ہے اور انہوں نے قرآن مجید کی جو تفسیر کی ہے، اس کا تنقیدی جائزہ لیا ہے، نیز جس دور میں وہ ہوئے، اس کا تاریخی پس منظر بھی پیش کیا ہے۔ بات یہ ہے کہ امام القشیری جہاں ایک طرف بہت بڑے صوفی تھے، وہاں وہ ایک شافعی المذهب اور اشعری العقیدہ عالم دین بھی تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی تفسیر میں شریعت اور طریقت دونوں کو ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی۔ شریعت اور طریقت کو ایک دوسرے سے ترمیب کرنے اور وہ دونوں میں جو معاشرت بلکہ عداوت پیدا کر دی گئی تھی، اسے دور کرنے میں امام القشیری امام غزالی کے پیش و تھے۔

امام القشیری اس زمانے میں پیدا ہوئے جب، عباسی خاقانیے پاں حقیقی اقتدار نہیں رہا تھا۔ مامون و مستقم کے بعد پہلے ترک سرداران کے محافظ دسرا پست بنتے۔ پھر بنو بولہ بغداد پر قابض ہو گئے، اور جب امام القشیری کا انتقال ہوا تو سلطان سلطان الرپ ارسلان عباسی خلافت پر تابعیں تھا۔ مصنف تکھتے ہیں کہ باوجود اس سیاسی افراتفری کے یہ دور صحیح معنوں میں علوم و فنون کی ترقی کا دور ہے۔ القشیری ۳۲۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۴۶۴ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ اسی عمدہ میں مشور عالم اخلاقیات فلسفی ابن مسکویہ (وفات ۴۲۱ھ)، شرہہ آفاق فلسفی و طبیب ابن سینا (وفات ۴۲۸ھ)، فلسفی، مورخ اور عالم دیاضیات ونجومیات ابو ریحان البیرونی (وفات ۴۷۰ھ) اور عربی کے فلسفی شاعر ابوالعلاء المرعری (وفات ۴۷۹ھ) ہوئے۔ جن کی نظر ہماری پوری علمی و فکری تاریخ میں نہیں ملتی۔

علم و حکمت و شردادب کے اس عروج کے ساتھ ساتھ مذہبی و دینی مخاطب سے مسلمانوں کا یہ دور بڑے خلفشار کا دور تھا۔ فاضل مصنف نے نہایت اخصار سے لیکن بڑے مؤثر اندماز میں اس خلفشار کی تصویر پختی

ہے۔ ماں و معتضد والث کے عمد میں معتبر لہ کا زور ہوا۔ اور انہوں نے غیر معتبر لہ پر بحثیاں کیں۔ پھر معتبر لہ کے مخالفین کی بن آئی۔ اور انہوں نے معتبر لہ پر واروگیری۔ خوش قسمتی سے امام اشری نے جو پہلے خود معتبر لہ تھے اُنہیں ایک عقلی و علمی حریب بھی فراہم کر دیا۔ لیکن جنبلیوں کو اشعریوں کی یہ "معتدل" عقیدت بھی گوارانٹھی۔ اور موام زیادہ تر جنبلیوں کے زیر اثر تھے۔ اب تقادم جنبشیت اور اشریت کا شروع ہو گیا۔

اہل شریع کی رفظ پرستی اور ظاہر پسندی کے خلاف کافی عرصے سے مہب کا صحیح وجدان رکھنے والوں کے دلوں میں جذبات الجہر ہے تھے۔ اسی مذہبی امنگ کا ظہور تصوف کی شکل میں ہوا اور اس نے بالطینت پر اتنا زور دیا کہ ظاہریت کا سرے سے انکار کی جانے لگا۔ اس کی وجہ سے علاج اور صرفیاً و متعارب گروہ بن گئے۔

القشیری نے علمی دلکشی لخاظے سے اس ترقی یافتہ اور مذہبی و دینی اعتبار سے اس پُرفتن وور میں ہوش سنبھالا اور اپنے عمل اور علم دونوں سے اس کی خزانہ بیوں کی حقیقی الوسح اصلاح کی کوشش کی۔ وہ ایک عالم دین اور اتنا بھی تھے اور صوفی بھی۔ انہوں نے سماجی زندگی پر عزالت نسبتوں کی زندگی کو ترجیح نہیں دی۔ جب اشعریوں کے خلاف میغایہ ہوئی تو انہوں نے اس کا مقابلہ کیا اور قید گرانے لگئے۔ انہوں نے بھیتیت ایک عالم دین کے فتوحی دیا کہ امام اشری ایک دینی مصلح تھے، اور یہ کہ اشریت خلاف اسلام نہیں۔

یہ تھی امام القشیری کی جامع شخصیت۔ ایک صوفی، صاحب حال و صاحب قلم صوفی، ایک عالم صاحب تدریس اور صاحب تصنیف عالم۔ ایک اچھے ادیب۔ ایک اچھے شاعر اور سب سے بڑی بات یہ کہ تھلب مذہبی کے خلاف حاکموں سے مکرر لینے والے ایک مصلح اور اس کی پاداش میں قید خانے میں جانے والے۔ ان روحاںی و علمی اوصاف کے ساتھ سالہ مصنف تھے ہیں: "انہوں نے شاہ سواری، تلوار زندگی اور تیر اندازی بھی سمجھی تھی۔ گودہ پشتہ کے اعتبار سے سپاہی تھے، لیکن ان کی زندگی ایک سپاہی کی طرح ساوا اور شفت پسند تھی۔"

یہ تو تعمید تھی زیرِ نظرِ رسے کا اصل موضوع بحث القشیری کی قرآن مجید کی تفسیر ہے۔ اس تفسیر کا صرف ایک مخطوطہ ملتے ہے۔ اور وہ بھی نامکمل ہے۔ پھر بعض اور تفسیریں بھی القشیری کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ مصنف نے متعدد متوتوں کا مقابلہ کر کے داخل شہادتوں کی مدد سے ثابت کیا ہے کہ "التفسیر الکبیر" کا نامکمل مخطوطہ ہی امام القشیری کا تصنیف کردہ ہے، اور باقی تفسیریں غالباً سے ان کی طرف منسوب ہیں۔ یہ "التفسیر الکبیر" دراصل امام صاحب کی تفسیری تقریبی میں، جو انہوں نے طالب علموں کے سامنے کیں اور جنہیں

ساتھ ساتھ لکھا چاہتا رہا۔ اس زمانے میں اور آج بھی یقینی مصنف جامعہ ازہر اور دارالعلوم دیوبند میں تعلیم کا بیوی طریقہ مردوں ہے۔ شیخ یا اسنااد کا یہ کام سمجھا جاتا ہے کہ کسی ہوشیور پر سپول نے بوچھا لامبے ہے اسے وہ شاگردوں تک پہنچا دے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس تفسیر میں القشیری نے ایک آیت کی تفسیر کرتے ہوئے ایک ہی جگہ اس کے متعلق ہر فن کے اہل علم کے اقوال بیان کر دیے ہیں اور ان میں مشہور عترتی مفسرین کے اقوال بھی آگئے ہیں۔ فاضل مصنف کی تحقیق ہے کہ امام رازی نے اپنی تفسیر میں عترتی مفسرین کے اقوال القشیری ہی کی تفسیر سے یہی ہے۔ اور بعض و فضل بغیر حوالہ دیے انہوں نے خود القشیری کے اقوال بھی اپنے ہاں نقل کر دیے ہیں۔ غرض امام رازی کی مشہور تفسیر کا ایک اخذ امام القشیری کی یہ تفسیر بھی ہے۔ مصنف نے اپنے اس بیان کے پیوں میں متعدد تفسیروں کی عبارتیں دی ہیں۔

مصنف، امام القشیری کی اس تفسیر کی نمایاں شخصیات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "القشیری کو عربی ادب پر چونکہ کامل عبور رکھا، اس یہے انہوں نے اپنی اس تفسیر میں مشہور مستند تصنیفات کے بلکہ شدت اقتباسات دیے ہیں۔ موصوف نے طبری کی تفسیر سے اتنا اخذ کیا ہے کہ وہ بہت حد تک القشیری کی تفسیر میں آگئی ہے۔ وہ ایک آیت کی تفسیری کرتے ہوئے اس کے متعلق دینیا تی اور بالخصوص فقہی نقطہ نظر ٹری فضیل سے دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہم عترتی کو عقلی نقطہ نظر بھی دیتے جاتے ہیں۔ اسی سلسلے میں وہ صوفیا کے اقوال بھی نقل کر دیتے ہیں، جن سے ان کے اپنے صوفیا شمسک پر دشمنی برداشتی ہے۔ علاوہ اذیں انہوں نے اپنی اس تفسیر میں امر ایکی قصہ بھی بیان کیا ہے جس کے بعد تو ایسے ہیں جو ہمیں کسی اور تفسیر میں نظر نہیں آئے۔" امام القشیری نے اپنی تفسیر میں اس بات کا خاص خیال رکھا ہے کہ وہ کوئی ایسی بات نہ کہیں جس سے جسم کے مروجہ عقائد کی خلافت ہو۔ بے شک وہ عترتی اور صوفیہ کے اقوال نقل کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ وہ اشعری اور روایاتی نقطہ نظر ضرور دیتے ہیں۔ فاضل مصنف القشیری کی التفسیر الکبیر کے اس پل پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "اُسی تفسیر میں بہت ساموا عقلی بحثوں، فقہی تفصیلات اور غیر مستند احادیث پر مشتمل ہے جس کا کہ تفسیر القرآن سے کوئی خاص تعلق نہیں۔ پھر القشیری تخلیق سعکر بھی نہیں کہ وہ تفسیر میں کوئی نئی چیز لا میں۔ وہ صحیح معنوں میں اپنے دور کے آئینہ دار ہیں، اس یہے انہوں نے تفسیر میں وہی راہ اختیار کی جو پہلے سے چل آ رہی تھی۔ اس کے باوجود بقول مصنف "التفسیر الکبیر" کا خصوصی انتیاز یہ ہے کہ القشیری نے اس میں یہی تفصیل سے عترتی انجیالات قلم بند کر دیے ہیں۔ اور یہ تفصیل کسی اور تفسیر میں آپ کو نہیں ملے گی۔"

"التفییر الکبیر" کے علاوہ، جسے بہت حد تک روایتی انداز کی تفسیر کہہ سکتے ہیں، امام القشیری نے "لطف اف الاشارات" کے نام سے اپنی عمر کے آخری حصے میں قرآن کی ایک عمومیہ تفسیر بھی لکھی ہے جس کے متعدد مخطوطے اس وقت موجود ہیں۔ یہ تفسیر بھی ان کی تقریروں کا مجموعہ ہے۔ فاضل مصنفوں کے الفاظ میں قرآن کی یہ پہلی صوفیانہ تفسیر سے جو ایک ایسے صاحب قلم کی ہے جو عالم بھی ہے اور صاحب حال صوفی بھی۔ اس تفسیر کو لکھنے کا محکم فناہ بر پست ہوا اور شریعت کا کمال حق احترام دکرنے والے صوفیہ، ان ہر دو سے الگ ایک یزج کی راہ نہ ملئے کا جذبہ تھا۔ تصوف پر اپنا مشہور "رسالہ" لکھنے کے بعد انہوں نے تفسیر قرآن کے متعلق تقاریر کا سلسلہ شروع کیا جن میں ان کا زیادہ تر زور قرآنی تعبیات کے رو حافی اور اخلاقی پڑھوں پر تھا۔ اس سے ان کا مقصد ان علمائی مخالفت تھا جو ظاہری رسوم کو سب کچھ بھٹکتے تھے اور انقلابی جہگڑوں میں ابھی ہوتے تھے۔ دہ سری طرف وہ قرآن سے اخذ مطالب میں اس کے الفاظ سے دور نہیں جاتے تھے۔ اور اس طرح وہ صوفیہ پر تنقید کرتے تھے جو شرعی احکام کی باہمی صزوری نہیں بھتھتے تھے۔ اسی تفسیر میں القشیری نے خود مصنفوں کے الفاظ میں شریعت اور طریقت دونوں میں بڑا خلاف اور امتراج پیدا کیا۔ اس بنابر یہ ماننا پڑے گا کہ یہ القشیری تھے جنہوں نے بیک وقت ایک عالم دین اور صوفی ہونے کی حیثیت سے علماء اور صوفیا کو باہم ٹالایا اور یوں امام غزالی کے لیے وہ راہ ہموار کی جس پر چل کر وہ علماء اور صوفیا کے درمیان بوجلی تھی، اسے بھر سکے۔"

ڈاکٹر رشید احمد صاحب کا یہ مقالہ مختصر ہے اور اس میں انہوں نے اپنے موضوع زیر بحث کا صرف تنقیدی جائزہ لیا ہے۔ ان کا انداز ایک محقق عالم کا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ زیر نظر رسمی میں پوری تاریخ اسلام کے مطابع نہیں اس دور کی تاریخ، اور امام القشیری کی جملہ تصنیفات اور دوسرے مفسرین کی تفسیروں پر ان کی گھری نظر کا بہوت ملتا ہے۔ یہی امید ہے کہ وہ اس بحث کو اور اس کے پڑھائیں گے، اور امام القشیری پر ایک مفصل کتاب لکھیں گے۔ آج کے دور میں یہیں اپنے ایسے بزرگوں کے علمی کارناموں کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے جنہوں نے عقل و نقل اور طریقت و شریعت کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی اور اہل ظاہر علماء اور اہل باطن صوفیا کے اختلافات دور کیے۔ ہمارے علمی و صوفیانہ حلقوں میں امام القشیری کا تعارف بہت کم کرایا گی ہے اس لئک، ان کے دو مختصر رسالوں کا اردو ترجمہ سعی بی منصب کے شائع ہے اسے تصوف میں ان کی مشہور کتاب "رسالہ" کا اردو ترجمہ زیر بحث ہے۔ ڈاکٹر رشید احمد نے زیر نظر کتاب میں امام القشیری کو ایک صوفی اور عالم

کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔ اور اس طرح وہ ان کے علمی کمالات کا مختصر لینک بڑا چھا جائز ہلینے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ امام صاحب کے درکے سیاسی اور مذہبی و ذہنی پیش نظر جتنے کے بعد ان کی شخصیت کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے مصنف نے اختصار سے سہی لینک بڑی جاہیت سے کتاب میں اس پیش نظر کو قاری کے لیے فراہم کر دیا ہے۔

افراط اور تفریط کے اس زمانے میں ہمارے وہ اسلامی جمہوں نے اپنے اپنے دور میں ان دونوں سے الگ بینانہ روایتی کی را، اختیار کی تھی، ہمارے لیے آج مشعل را ثابت ہو سکتے ہیں۔ خوش قسمتی سے امام القشیری بھی انہی بزرگوں میں سے ہیں۔ ہم والوں صاحب کو مبارک باد دیتے ہیں کہ انہوں نے اپنی شخصیت کے لیے امام القشیری جیسی جامِ اور بینانہ روشنیت منتخب کی، اور اسے اتنی عمدگی کے ساتھ ہمارے سامنے پیش کیا۔

کتاب دی اسلامیک لپرنسٹر لندن نے چھاپی ہے اور اس کے ناشر **Luzac & Co Ltd. London Company** ہیں۔ قیمت اشناگ۔ کتاب انگریزی میں ہے۔

## الفہرست

ڈالیف: محمد بن الحنفی ابن نعیم دراق۔ ترجمہ تحریر: مولانا محمد الحنفی ندوی۔ نگران: مولا ناجم محمد حسین ندوی (مودودی)۔  
محمد بن الحنفی ابن نعیم دراق کی یہ کتاب چوتھی صدی ہجری کے علوم و فتوح اور کتب مصنفین کی مستند تاریخ ہے اور اس مohnوع سے متعلق بنیادی مأخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں یہود و نصاریٰ کی کتابوں، قرآن مجید کے علوم، ادب و انشا اور اس کے مختلف مکاتب فکر، حدیث و فقہ اور اس کے تمام مدارس فکر، صرف دنگوں، منطق و فلسفہ، ریاضی و حساب، شعر و شبده بازی، کلب اور صفات کیمیا وغیرہ تمام علوم، ان کے علماء و ماہرین اور اس سلسلہ کی تصانیف کے بارے میں اہم تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ مقدمہ مطبوعہ نسخہ سامنے رکھ کر مصلحت مترجم نے صرف اسی سوانحی دے کر کتاب کی افادیت میں اضافہ کر دیا ہے۔ قیمت: ۲۰ روپے

عملہ کا پتہ

**سیکریٹری ادارہ لقافت اسلامیہ، کلب روڈ۔ لاہور**